© rasailojaraid.com

شذرات

خوش قسمتی سے شاہ ولی اللہ صاحب ان رجالِ عظام میں سے نہ تھے، جن کی عظمت کو خود ان کے زمانے والے تسلیم نہیں کیا کرتے، اور ان کے بعد کہیں جا کر ان کی حقیقی قدر و قیمت پہچاننے والے لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ شاہ صاحب خود اپنے دور کی ایک مانی ہوئی شخصیت تھی۔ ان کے حلقۂ درس و تدریس، ان کی تصنیفات اور ان کے معارفِ باطنی سے استفادہ کرنے والوں کا سلسلہ دُور دُور تک پھیلا ہوا تھا۔ اور ان کی زندگی میں علم و حکمت اور طریقت و حقیقت کے طالبوں کی ایک کثیر تعداد ان سے مستفیض ہوئی۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ان کی اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد اور ان سے استفادہ کرنے والے حضرات کو بڑی برکت دی اور ان کی بدولت اس سرزمین میں نہ صرف علوم دینی کو بڑا فروغ ہوا۔ بلکہ ان بزرگوں کی جدوجہد اسلام اور مسلمانوں کے احیاء کا بھی باعث و محرک بنی۔

بے شک یہ باتیں اُس دور کی ہیں۔ جو گزر گیا۔ لیکن یہ اپنے پیچھے جو علمی، فکری روحانی اور عملی اثرات چھوڑ گیا ہے۔ اور گزشتہ دو سو سال میں یہ اثرات ہماری ملی زندگی میں جس طرح کارفرما رہے ہیں، واقعہ یہ ہے کہ آج اس کی وجہ سے تو وہ ہمارے اُس دور کا اساس بن سکتا ہے، جس کا آغاز ہمارے ہاں اب ہو رہا ہے۔ خدا کے فضل سے اب ہم سیاسی طور پر آزاد ہیں۔ ہمارے ہاں صنعتی انقلاب بسرعت آ رہا ہے۔ جس کے نتیجے میں یقیناً ایک بالکل نیا معاشرہ ظہور پذیر ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ اس نئے صنعتی معاشرے کا فکری و روحانی اساس کیا ہو؟ مارکسیت کی قسم کی خالص مادیت یا مغربی مادیت جس پر برائے نام مذہب کا ملمع ہوتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صدر مملکت محمد ایوب خاں کچھ عرصے سے اپنی تقریروں میں اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پاکستان کے لئے اسلام کے سوا اور کسی فکری و روحانی اساس کا تو خیال ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اس مملکت کا وجود ہی برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے جذبۂ اسلامیت کا رہین منت ہے، اور اس اصل کا انکار خود اس مملکت کے وجود کے انکار کے مرادف ہے لیکن آخر اس مملکت کے مخصوص جغرافیائی حدود بھی ہیں۔ اور اس میں بسنے والے مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستانی بھی ہیں۔ چنانچہ صدر مملکت بار بار اس بات پر زور دیتے ہیں کہ پاکستان کا فکری اساس صرف اسلامی قومیت ہی ہو سکتا ہے یہی اسے استحکام بخش سکتی ہے، اور اسی کے طفیل ہم مسلمان رہتے ہوئے زیادہ سے زیادہ ترقی کر سکتے ہیں۔

ہر تحریک کے لئے کسی نہ کسی فکر کا ہونا ضروری ہے۔ اور جس فکر کی اپنی کوئی تاریخ نہ ہو وہ فکر ایک جذباتی ترنگ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اور اس کے اثرات بھی پائیدار نہیں ہوتے۔ صدر مملکت پاکستان کی اس اسلامی قومیت کے فکر اور اس کی تاریخ کے لئے بجا طور پر شاہ ولی اللہ اور انکی تحریک کی طرف رجوع کر رہے ہیں چنانچہ وہ پاکستان کی موجودہ ملی زندگی کی ابتدا اس دور سے کرنا چاہتے ہیں، جو شاہ ولی اللہ کی بدولت وجود میں آیا۔ جس میں پوری راسخ العقیدگی بھی تھی اور آفاقیت و ہمہ گیریت بھی، جو دین اسلام کا خصوصی امتیاز ہے۔ شاہ صاحب نے نہ تو گزشتہ ملی تاریخ کا انکار کیا۔ نہ اسلام کو صرف ایک مکتب فکر تک محدود کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے فکر کے دروازے مستقبل کے لئے بھی کھلے رکھے، اور ماضی کے سلسلے کو برقرار رکھتے ہوئے مستقبل کے لا محدود امکانات کو اپنانے کا رجحان پیدا کیا۔

آج پاکستان کو معنوی و فکری لحاظ سے اسی کی ضرورت ہے۔ اور ہمارے اس کارواں کی، جو اب گم کردہ راہ نہیں، بلکہ ایک راہ ڈھونڈنے میں بڑی مستعدی سے کوشاں ہے، یہی اولیں و آخری متاع ہے یعنی اسلامی قومیت جس کا اساس فکر ولی اللہی ہو، اور اس کی تاریخ شاہ صاحب کی تجدید سے شروع ہوتی ہو۔ شاہ صاحب نے حتی الوسع مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کو چند بنیادی نکات پر جمع کرنے کی سعی فرمائی۔ اور صدیوں سے ان میں جو اختلافات چلے آتے تھے، ان میں مطابقت کی راہ نکالی۔ آج پوری ملت کو بالعموم اور پاکستان جیسی اسلامی مملکت کو بالخصوص اس طرح کی مذہبی و فکری یگانگت کی جتنی شدید ضرورت ہے، اس کا ہر ہوشمند مسلمان کو احساس ہے اب فکر ولی اللہی اس معاملے میں ہماری سب سے زیادہ رہنمائی کر سکتا ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں شاہ صاحب کی دعوت مسلمانوں کی اسلامی عوامی تحریکات کا حرف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آغاز تھی۔ اسلامی تعلیمات کو عام مسلمانوں کے لئے قابل فہم بنا کر انہوں نے صحیح اسلامیت کی بنیاد ڈالی پھر قومی تعمیر کے کام کو شروع کیا جسے ان کے جانشینوں نے اور آگے بڑھایا۔ یہ دور عوام کے اقتدار کا ہے۔ اس اقتدار کا سرچشمہ ان عالمگیر انسانی قدروں سے پھوٹنا چاہیئے، جن کا حامل اسلام ہے۔ شاہ صاحب اسلام کی ان عالمگیر انسانی قدروں کے بہترین شارح ہیں۔

بدقسمتی سے تحریک ولی اللہی اپنے اُس دور میں وہ عملی نتائج پیدا کرنے سے قاصر رہی جن کی وجہ سے مسلمان سات سمندر پار سے آنے والوں اور خود اس برصغیر کی غیر مسلم طاقتوں سے مغلوب ہونے سے بچ سکتے۔ ان بزرگوں کی یہ کوتاہی تھی یا احوال وظروف ایسے تھے کہ مسلمانوں کی اس تجدیدی عوامی تحریک نے اُس وقت سائنسی و مادی ترقی کی ضرورت کا کما حقہٗ احساس نہ کیا اور اس طرح مسلمان نہ صرف غیر مسلموں کے غلام ہو گئے بلکہ وہ عام ترقی کی دوڑ میں بھی ان سے بہت پیچھے رہ گئے۔ صدر مملکت نے اپنی تقریروں میں خاص طور سے اس طرف توجہ دلائی ہے۔ اسلامی قومیت جس کا فکری اساس شاہ ولی اللہ صاحب کی حکمت ہو اور عہد جدید کی سائنس و ٹیکنیکل مہارت۔ ان دونوں کو اپنا کر پاکستان دنیا میں اپنا ایک بلند مقام بنا سکتا ہے۔

آج سے کوئی پچیس سال قبل مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم نے بھی اپنے ہم وطن مسلمانوں کو انہی باتوں کی دعوت دی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ صنعتی و ٹیکنیکل ترقی کے بغیر اس زمانے میں نہ کسی ملک کی سیاسی آزادی کو استحکام نصیب ہوتا ہے اور نہ اہل ملک کو روٹی اور کپڑا مل سکتا ہے۔ آپ کے ملک میں آزادی کے ساتھ ساتھ مشین کا دور دورہ ہوگا۔ اور یہ مشین ایک نئے ذہن کو جنم دے گی۔ جسے تمہارے پرانے طریقے اور قدیم روایات زیادہ دیر تک مطمئن نہیں رکھ سکیں گی۔ آزادی لامحالہ آئے گی۔ اس کے ساتھ مشین کا آنا بھی لازمی ہے۔ اور جب مشین آئے گی، تو وہ ایک نیا ذہن اور ایک نیا معاشرہ پیدا کرے گی اب اگر تم اس ذہن اور معاشرے کو اسلامیت سے وابستہ رکھنا چاہتے ہو، تو شاہ ولی اللہ کی حکمت کو اپناؤ، اور اس کی رہنمائی میں نئے دور کے نئے تقاضوں کے اسلامی حل ڈھونڈو۔

اسلامی ملکوں میں مشین کا آنا مقدر ہو چکا ہے، اور مشین اپنے اثرات پیدا کر کے رہے گی اس سے تمہیں مفر نہیں، اسے اپناؤ، اور اسے حسنۃ فی الدنیا کے ساتھ ساتھ حسنۃ فی الاخرۃ کا ذریعہ بھی بناؤ۔

مولانا مرحوم کی بات اس وقت دب گئی، لیکن خدا نے کیا آج اس دعوت کے علمبردار صدر ایوب ہیں، اور انہیں قدرت نے جو وسائل دیئے ہیں، یقین کامل ہے وہ اس بات کو منوا کے اور نافذ کر کے رہیں گے۔

© rasailojaraid.com